Concept of *'Arsh* in Islām

The Holy Qur'ān has made it clear that on the one side God has a close relationship with His creatures and that He is the life of every thing living and the support of every being. On the other side, to safeguard against the error lest anyone should conclude from the relationship between God and man, that man himself is God, as do

[107] al-Anfāl, 8:25 **[Publisher]**
[108] al-Nūr, 24:36 **[Publisher]**
[109] al-Raḥmān, 55:27-28 **[Publisher]**

the Vedāntists. It is also stated that He is above everything and is beyond everything and that His station is ‘*Arsh* (the Throne). The ‘*Arsh* is not something that has been created or something material. It is the name of the transcendental station which is beyond the beyond. It is not a throne on which God is to be imagined as being seated. It is the station which is beyond of beyond from creation and is a station of transcendence and holiness. As the Holy Qur’ān says, after establishing the relationship of Creator and created with everything, God settled Himself on the ‘*Arsh*. That is to say, despite all relationships He remained apart and did not mix with His creation.

God's being with everyone and comprehending everything is His **attribute of resemblance**. He has mentioned this attribute in the Holy Qur’ān to demonstrate His nearness to man. His being beyond of beyond from all creation and being above all and higher than all and farthest of all and being at the **station of transcendence and holiness**, which is far from creation and is called ‘*Arsh*, is the attribute of transcendence. God has mentioned this attribute in the Holy Qur’ān so that He should establish His Unity and His being without associate and having withdrawn from the qualities of creation. Other people have either adopted God's attribute of transcendence and have called Him *Nirgun*, or they have accepted Him as *Sargan* and have attributed such resemblance to Him as if He was the very creation itself. They have not combined these two attributes, but God Almighty in the Holy Qur’ān has shown His countenance in the mirror of both these attributes and this is **His perfect Unity**.

[Chashma-e-Ma‘rifat, Rūḥānī Khazā’in, Vol. 23, pp. 97-99]

It is not the belief of the Muslims that the ‘*Arsh* is a physical or created thing on which God is seated. You may go through the Qur’ān from the beginning to the end and you will not find it stated that the ‘*Arsh* is something limited and created. God has repeatedly said in the Holy Qur’ān that He is the Creator of all things that have any existence. He is the Creator of heaven and earth, and souls and all their faculties. He is Self-Existing and everything exists because of Him. Every particle that exists is His creation. He has nowhere stated that the ‘*Arsh* is something physical of which He is the Creator.... Wherever the word ‘*Arsh* has been used in the Holy Qur’ān its meaning is the Greatness and Majesty and Supremacy of God. That is why it is not included among created things. There are four manifestations of the Greatness and Majesty of God Almighty. The Vedās call them four gods, but according to the idiom of the Holy Qur’ān they are angels.

[Nasīm-e-Da‘wat, Rūḥānī Khazā’in, Vol.19, pp. 453-456]

In the Holy Qur’ān by ‘*Arsh* is meant the station which is higher than the rank of resemblance and is superior to every world and is beyond of beyond and is the station of Holiness and transcendence. It is not anything which is made of stone or brick or any other thing on which God is seated. That is why it is described as uncreated. As God Almighty says He manifests Himself to the heart of a believer, in the same way He says that He manifests Himself upon the ‘*Arsh*. He affirms clearly that He supports everything and has not said anywhere that anything supports Him. The ‘*Arsh* which is a higher station than the whole universe, is a manifestation of His attribute of transcendence.

We have explained it several times that since eternity, Divine attributes are of two kinds: the attribute of resemblance and the attribute of transcendence. As it was necessary to set out both attributes in His Word, for the declaration of His attribute of resemblance, He mentioned His hand and eye and love and anger in the Holy Qur'ān, and then to remove the suspicion of resemblance He stated at one place:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ [110]

and at other places it is said that He settled Himself on the '*Arsh* as, for instance, in the verse:

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ [111]

Your God is the One Who raised up the heavens without any pillars, as you can see. Then He settled Himself on the Throne.

From the literal meaning of this verse, it would seem to follow that God was not settled on the '*Arsh* before. The explanation of this is that the '*Arsh* is nothing material, but is a state of being beyond of beyond which is God's attribute. God created heaven and earth and all other things and bestowed upon the sun and the moon and stars light from His own light by way of reflection and created man, metaphorically speaking, in His Own image and breathed into him His Holy attributes. He thus created a resemblance unto Himself. But as He is free from any resemblance He described His transcendence by the expression of 'settling on the Throne.' Despite having created everything He is not His very creation itself, but

---

[110] 'There is nothing whatever like unto Him.'—al-Shūrā, 42:12 **[Publisher]**

[111] al-Ra'd, 13:3 **[Publisher]**

is apart from everything and is at a station which is beyond the beyond.

[Chashma-e-Ma'rifat, Rūḥānī Khazā'in, Vol. 23, pp. 276-277]

قرآن شریف میں ایک طرف تو یہ بیان کیا کہ خدا کا اپنی مخلوق سے شدید تعلق ہے اور وہ ہر ایک جان کی جان ہے اور ہر ایک ہستی اُس کے سہارے سے ہے۔ پھر دوسری طرف اس غلطی سے محفوظ رکھنے کے لئے کہ تا اس کے تعلق سے جو انسان کے ساتھ ہے کوئی شخص انسان کو اس کا عین ہی نہ سمجھ بیٹھے جیسا کہ ویدانت والے سمجھتے ہیں۔ یہ بھی فرما دیا کہ وہ سب سے برتر اور تمام مخلوقات سے وراء الوراء مقام پر ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں عرش کہتے ہیں۔ اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے صرف وراء الوراء مرتبہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایسا تخت ہے جس پر خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح بیٹھا ہوا تصوّر کیا جائے بلکہ جو مخلوق سے بہت دور اور تنزہ اور تقدس کا مقام ہے اس کو عرش کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کے ساتھ خالقیت اور مخلوقیت کا تعلّق قائم کر کے پھر عرش پر قائم ہو گیا یعنی تمام تعلقات کے بعد الگ کا الگ رہا اور مخلوق کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا۔

غرض خدا کا انسان کے ساتھ ہونا اور ہر ایک چیز پر محیط ہونا یہ خدا کی تشبیہی صفت ہے۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا ہے کہ تا وہ انسان پر اپنا قرب ثابت کرے اور خدا کا تمام مخلوقات سے وراء الوراء ہونا اور سب سے برتر اور اعلیٰ اور دُور تر ہونا اور اس تنزّہ اور تقدّس کے مقام پر ہونا جو مخلوقیت سے دُور ہے جو عرش کے نام سے پکارا جاتا ہے اس صفت کا نام تنزیہی صفت ہے اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا تا وہ اس سے اپنی توحید اور اپنا وحدہٗ لاشریک ہونا اور مخلوق کی صفات سے اپنی ذات کا منزہ ہونا ثابت کرے۔ دوسری قوموں نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت یا تو تنزیہی صفت اختیار کی ہے یعنی نرگن کے نام سے پکارا ہے اور

۱؎ الرّحمٰن: ۲۷، ۲۸

یا اس کو سرگن مان کر ایسی تشبیہ قرار دی ہے کہ گویا وہ عین مخلوقات ہے اور ان دونوں صفات کو جمع نہیں کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دکھلایا ہے اور یہی **کمالِ توحید** ہے۔

(چشمہء معرفت ۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۷ تا ۹۹)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھو اوس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ مَیں ہی زمین آسمان اور روحوں اور اُن کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ مَیں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرّہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ ....قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے۔ اُس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں جو وید کے رُو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں مگر قرآنی اصطلاح کی رُو سے اون کا نام فرشتے بھی ہے۔

(نسیم دعوت ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۵۳ تا ۴۵۶)

عرش سے مراد قرآن شریف میں وہ مقام ہے جو تشبیہی مرتبہ سے بالاتر اور ہر ایک عالم سے برتر اور نہاں درنہاں اور تقدّس اور تنزّہ کا مقام ہے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں کہ پتھر یا اینٹ یا کسی اور چیز سے بنائی گئی ہو اور خدا اُس پر بیٹھا ہوا ہے۔ اِسی لئے عرش کو غیر مخلوق کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ جیسا کہ یہ فرماتا ہے کہ کبھی وہ مومن کے دل پر اپنی تجلّی کرتا ہے ایسا ہی وہ فرماتا ہے کہ عرش پر اُس کی تجلّی ہوتی ہے اور صاف طور پر فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز کو مَیں نے اٹھایا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ کسی چیز نے مجھے بھی اٹھایا ہوا ہے اور عرش جو ہر ایک عالم سے برتر مقام ہے وہ اُس کی تنزیہی صفت کا مظہر ہے اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت۔ اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کے لئے اپنے ہاتھ، آنکھ، محبت، غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان

فرمائے اور پھر جبکہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ کہہ دیا اور بعض جگہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کہہ دیا جیسا کہ سورۃ رعد جزو نمبر ۱۱ میں بھی یہ آیت ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ [1] (ترجمہ) تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پھر اُس نے عرش پر قرار پکڑا۔ اس آیت کے ظاہری معنی کی رو سے اس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوراء ہونے کی ایک حالت ہے جو اس کی صفت ہے پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلّی طور پر اپنے نور سے سورج چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاقِ کریمہ اُس میں پھونک دیئے تو اِس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہہ قائم کی مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزہ کا ذکر کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوراء مقام پر ہے۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷)

---

[1] الرعد: ۳